نو منتخبہ ایم۔ ایل۔اے کے نام مہاراشٹر کی ستم زدہ اقلیت کا پیغام

شیخ نثار احمد تمبولی، دھولیہ۔

9272645986

یہ بات اظہر من شّمش ہے کہ آپ لوگوں کو کسی مخصوص پارٹی نے اگر ٹکٹ دیا ہے اور ساتھ ہی عوام نے آپ کو منتخب کیا ہے تو محض اسلئے کہ آپ مسلمان ہیں۔اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ پارٹی کی آپ سے توقع تو یہی رہے گی کہ آپ مجموعی طور سے پارٹی کے وفادار رہتے ہوئے مسلمانوں کو ہر ہمیشہ مسائل میں گھرا رہنے دینگے۔لیکن اقلیتی طبقہ نے آپ کو اپنا نمائندہ سمجھ کر ہی اس آس اور امید کے ساتھ ووٹ دیا ہے کہ آپ اقلیت پر بیوروکریٹس کی طرف سے کی جانے والی ناانصافیوں اور ظلم زیادتیوں کے تعلق سے کچھ کرے۔

مہاراشٹر کے کم وبیش بیوروکریٹس مسلمانوں کے حقوق کا استحصال جس طرح کر رہے ہیں اسے جان کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ بیوروکریٹس کی یہ مجال صرف اور صرف اسلئے ہے کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اقلیت کا ہر نمائندہ تقریباً قانون سے نابلد ہوتا ہے اور قانون کی آنکھ مچولی کھیل کر آسانی سے انھیں بے وقوف بنانا تو بیوروکریٹس کے لئے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔ یہ اور بات ہے کہ بلی آنکھ بند کر کے دودھ پی رہی ہے اقلیت کیا چیز ہوتی ہے اس کا احساس شاید بیوروکریٹس کو نہیں ہے۔مرحوم ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر نے مجوزہ آئین پر اپنی آخری تقریر میں کہا تھا ’’اقلیتیں دھماکہ خیز قوت ہوتی ہیں جو اگر پھٹ جائیں تو ریاست کے پورے تانے بانے کو اڑا سکتی ہیں۔ یورپ کی تاریخ اس حقیقت کی وافر اور خوفناک شہادت پیش کرتی ہیں۔‘‘ خدانہ خواستہ ایسا ہو کہ اقلیت کے ساتھ ریاست مہاراشٹر میں بیوروکریٹس کا ننگا ناچ اتنا بڑھ جائے کہ بقول باباصاحب امبیڈکر، اقلیتیں، جو دھماکہ خیز قوت ہوتی ہیں، وہ ظلم ستم سے تنگ آکر پھٹ کر قہر برپا کر دے تو آپ کو جو عوام اور حکومت دونوں کے نمائندے ہیں، شرمندہ نہ ہونا پڑے۔لاوا اندر ہی اندر سُلگ رہا ہے اور بقول عاجزؔ پرتاپگڑی اب یہ معاملہ ہونے کو ہے کہ۔

مظلوموں کا حال نہ پوچھو بھوسے میں چنگاری ہے ‏ ‏ دست ہوا کا لمس جو پایا یہ شولہ بن جائیں گے

مہاراشٹر اسٹیٹ مائناریٹی کمیشن ایکٹ ۲۰۰۴ کے تحت اقلیت کی فلاح و بہبودی، ترقی و ترویج اور اس کے ساتھ ہونے والے استحصال کی روک تھام کیلئے مہاراشٹر اسٹیٹ کمیشن کا نفاذ کیا گیا ہے۔راقم الحروف دعویٰ سے کہہ سکتا ہے کہ اگر مائناریٹی کمیشن ایمانداری سے اپنے فرض منصبی کو نبھانا چاہے تو متذکرہ قانون کے سیکشن ۱۰ کی رعایت کے بل بوتے پر اقلیت کے تعلق سے ۹۰ فیصد مسائل حل ہو سکتے ہیں۔لیکن اس کمیشن پر جو صاحب چیئرمن کی کرسی پر براجمان ہیں انھیں شاید سیکشن ۱۰ کا علم ہی نہیں یا تو اپنے آقاؤں کے اشارے پر ان کیلئے سیکشن ۱۰ ممنوعہ پھل بن کر رہ گیا ہے۔رہا سوال مائناریٹی ڈیولپمینٹ ڈپارٹمینٹ کا تو اس محکمہ کے بیوروکریٹس کو خود ہی پتہ نہیں کہ یہ محکمہ کس طرح اقلیت کیلئے وردان ثابت ہوسکتا ہے تو پھر محکمہ کے منسٹر۔۔۔۔۔لہٰذا آپ صاحبان نے صرف اور صرف ان دو محکمہ جات پر نظر رکھی تو بھی بہت کچھ ہوسکتا ہے۔

القصہ مختصر یہ ہے کہ اقلیت کے تعلق سے کی جانے والی ناانصافیوں اور ان کے حقوق کے استحصال کی چند جھلکیاں حاضرِ خدمت ہیں۔اگر آپ لوگوں کو قومی مسائل حل کرنے سے دلچسپی ہے تو ہر مہینے مستند دستاویز کی بنیاد پر ہمارے ساتھ کیسا ننگا ناچ کیا جارہا ہے اس کا ثبوت پیش کیا جاتا رہیگا۔اگر آپ حضرات کی انا برداشت کرتی ہے تو راقم الحروف صرف اور صرف ۶۰ دنوں میں آپ کی مدد سے مندرجہ ذیل جھلکیوں میں درج معاملات کے تعلق سے اقلیت کو انشاءاللہ ۱۰۰ فیصد انصاف دلاسکتا ہے اور آنے والے وقت میں تمام تر مسائل کے تعلق سے قلم کی بنیاد پر مسائل کا حل بھی انشاء اللہ نکل جائے گا۔مندرجہ ذیل جھلکیوں کے تعلق سے تفصیل میں جانے سے پہلے ایک بات کہنا چاہوں گا کہ مٹھ بھر لوگوں کے ہاتھ میں اقتدار آنے سے سوراج نہیں مل سکتا ہے۔سوراج اگر مل سکتا ہے تو جب جب اور جہاں کہیں اہل اقتدار اپنے اقتدار کا ناجائز استعمال کرتے ہیں تو اس وقت ان کی مخالفت کرنے کی قوت وطاقت ہم میں آجائے۔جیسا کہ گاندھی جی نے کہا تھا The Real Swaraj come not by the aquisition of authority by a few but by the aquisition of capacity by all to resist authority when abused.

۱۔ شہر نرڈانہ کے ۲۲ بلوائی مسلمانوں کی دوکان اور مکان کو توڑ پھوڑ کرتے ہوئے انڈیکا کار اور موٹر سائیکل کو نظرِ آتش کرنے کے ساتھ ساتھ مسجد کی توڑ پھوڑ کرتے ہیں جو کہ آئین ہند کے آرٹیکل ۲۱ اور ۴۵ کی مترادف تو ہے ہی ساتھ ہی ساتھ براہِ راست شہر کے اور بالراست ریاست کے امن وامان کو خطرہ لاحق ہو۔ان ملزمین پر پولس کی خاص نظر عنایت کی انتہا تو دیکھئے کہ انھیں ۲ بج کر ۵ منٹ پر گرفتار کیا جاتا ہے اور ایک شہر سے دوسرے شہر عدالت کے روبرو صرف ۱۵ منٹ میں یعنی ۲ بج کر ۲۰ منٹ پر پیش کیا جاتا ہے۔کیا یہ ممکن ہے کہ صرف اور صرف ۱۵ منٹ میں ۲۲ ملزمین کے تعلق سے اسٹیشن ڈائری میں اندراج ہوجائے، فاضل سپریم کورٹ کی ہدایت کے مطابق ملزمین کے رشتے داروں کو اطلاع دی جائے، گرفتار شدہ ملزمین کا میڈیکل چیک اپ ہو اور ۱۵ کلومیٹر کا فاصلہ بھی طے ہو؟ اتنا ہی نہیں، اتنے سنگین جرم میں گرفتار شدہ ملزمین کے تعلق سے ریمانڈ رپورٹ میں پولس کسٹڈی کی مانگ تک نہ کی جائے! برخلاف اس کے اسی شہر کے صرف ۷ مسلم ملزم کو ایک عشقیہ معاملے کے تعلق سے گرفتار کیا جاتا ہے لیکن جو مرحلہ ۲۲ بلوائیوں کیلئے ۱۵ منٹ میں مکمل ہوا اسی مرحلے کیلئے ۷ لوگوں کو تقریباً ۲۳ گھنٹے پولس حراست میں رہنا پڑتا ہے۔کیا یہ شرپسندوں کو شر برپا کرنے کی سازش اور اقلیت کے ساتھ عصبیت کے علاوہ قانون سے کھلواڑ

نہیں ہے؟

۲۔ دھولیہ فساد کے دوران گیارہ مسلمانوں کی داڑھیاں شر پسندوں نے جلوس نکال کر سرِ عام شہید کروادی لیکن ان ملزمین کے تعلق سے ریمانڈ رپورٹ میں پولس کسٹڈی کی مانگ تک نہیں جاتی ہے !

۳۔ تمام تر جی آر اور سرکولر کو بالائے طاق رکھ کر من مانی طریقے سے اور جن دستاویز کا کہیں کوئی ذکر نہیں ہے ان کی مانگ کر کے مہاراشٹر میں تقریباً ۹۰ فیصد مسلم او بی سی افراد کو ذات کے اسناد سے محروم کیا جا رہا ہے۔

۴۔ ریاستی حکومت کے جس حکمنامہ کی بنیاد پر مسلم تیلی اور دھوبی برادری کو او بی سی ذات کے اسناد دیئے جانے چاہیے اسی حکمنامہ کو بنیاد بتا کر دونوں برادریوں کے ویلیڈیٹی سرٹیفکیٹ ردّ کر کے حاصل شدہ ذات کے اسناد کو باطل قرار دیا جاتا ہے۔

۵۔ ہنگولی ضلع کی ایک، مراٹھی اسکول کو پہلے قائم نان گرانٹ شرط پر منظوری دی جاتی ہے اور صرف ۲۸ دن میں اس مراٹھی اسکول پر سے قائم نان گرانٹ شرط کی تلوار کو ہٹالیا جاتا ہے جبکہ ایوت محل ضلع کی اسکول جسے ۱۹۹۹ء میں قائم نان گرانٹ شرط ڈال کر منظوری دی گئی ہے ایسی اَن گنت اردو اسکول پر سے قائم نان گرانٹ کی شرط آج دس سال تک نہیں اٹھائی گئی ہے۔

۶۔ ضلع اکولہ کی ۲، اسکولوں کو پہلے مع گرانٹ منظوری دی جاتی ہے لیکن بعد میں بلا کسی قانونی ضابطہ کے ان اردو مدارس پر قائم نان گرانٹ شرط مسلّط کر دی جاتی ہے۔

۷۔ The Bombay Primary Education Act, 1947 کے رول ۱۰۷ کے تحت تمام تر منظور شدہ اسکولوں کو گرانٹ کا حق حاصل ہے۔ فاضل سپریم کورٹ نے ایک فیصلے کے ذریعے اس قانون کو مرتب کیا ہے کہ مروجہ قوانین میں درج احکامات کے مساوی یا اس کے برخلاف حکومت کسی بھی قسم کا نوٹیفکیشن، جی آر، سرکولر وغیرہ نکالنے کا اختیار مطلق نہیں رکھتی ہے۔ فاضل سپریم کورٹ کے اس فیصلہ کے خلاف مروجہ قانون کے برخلاف قائم نان گرانٹ کی تلوار اردو اسکولوں پر برسہابرس سے رکھی گئی ہے۔

۸۔ مہاراشٹر کے مالی اعتبار سے پسماندہ اقلیت کے تعلیمی امور پر خرچ کرنے کیلئے ۶ کروڑ ۶۷ لاکھ روپئے اکتوبر ۲۰۰۱ء میں مرکزی حکومت منظور کرتی ہے، جس میں سے ۴ کروڑ روپیہ دسمبر ۲۰۰۱ء کو حکومتِ مہاراشٹر کے اکاؤنٹ میں جمع ہو جاتا ہے اور بقیہ دو کروڑ چھیتر لاکھ روپیہ حاصل شدہ رقم کے ۵۷ فیصد یعنی ۳ کروڑ روپیہ خرچ کرنے کے فوراً بعد حکومتِ مہاراشٹر کو ملنا تھا۔ دسمبر ۲۰۰۱ء میں حاصل شدہ ۴ کروڑ روپیہ میں سے ایک کروڑ ۳۲ لاکھ روپیہ آج تک ریاستی محکمہ میں دھول کھاتے پڑا ہے اور بقیہ ۲ کروڑ ۶۸ لاکھ روپیہ سیلف گورنمینٹ یعنی ضلع پریشد اور مہانگر پالیکا کی اسکولوں پر خرچ کیا گیا ہے جبکہ ضلع پریشد اور مہانگر پالیکا اقلیت کی اصطلاح میں نہیں آتے ہیں یہ کھلے عام اپنے آپ میں فوجداری گناہ کے تحت افراتفری کا معاملہ ہے۔

۹۔ نیشنل مائناریٹی ایجوکیشنل انسٹی ٹیوشن نے تعلیمی معاملات میں اَن گنت فیصلہ جات اقلیت کے حق میں دیئے ہیں لیکن حکومتِ مہاراشٹر ان فیصلہ جات پر عمل کرنے کو تیار نہیں ہے۔

۱۰۔ فاضل سپریم کورٹ اور متعدد فاضل ہائی کورٹ نے اقلیتی مدارس میں ملازم بھرتی کے تعلق سے رِزرویشن پالیسی سے مستثنیٰ کرنے کے باوجود بھی تقریباً گزشتہ ۶ سالوں سے رزرویشن کی شرط ڈال کر سینکڑوں اداروں کی گرانٹ روک رکھی گئی ہے۔

۱۱۔ دھولیہ فساد میں محلق اعظم گڑھ کے ایک نوجوان کی وارث کو نومبر ۲۰۰۸ء میں ۵/لاکھ روپیہ منظور کیا گیا لیکن منسلک نوجوان کی ۱۸/سالہ بیوہ آج تک منظور شدہ رقم حاصل نہ کرسکی اور آج بھی وہ بیوہ منتظر ہے اپنا حق پانے کے لئے۔

(چونکہ، عموماً عوامی نمائندوں کو اخبارات میں شائع شدہ آرٹیکل پڑھنے کی فرصت نہیں مل پاتی۔ لہٰذا قارئین سے گزارش ہیکہ اپنی اپنی پہنچ کے مطابق ایم۔ایل۔اے حضرات کی نظر میں حاظرِ خدمت آرٹیکل کو لائیں۔)